THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

”پاکستانی ٹیلی وژن ڈراموں میں نو استعماریت کا بیانیہ: جیو کے ڈرامہ ‘اڑان’ کا تنقیدی و تحقیقی مطالعہ“

PAKISTANI TELEVISION DRAMON MEIN NAO ISTI'MARIYAT KA BAYANIA: GEO KE DRAMA "URAAN" KA TANQEEDI O TEHQEEQI MUTALA

Rosheen Amjad
Scholar Ph.D urdu.FJWU,Rawalpindi.
Dr.Farhat Jabeen Virk
Chairperson Dept.Of Urdu,Fjwu,Rawalpindi
Corresponding Author: rosheenaqib@gmail.com

Abstract

This article explores the representation of neo-imperial tendencies in contemporary Pakistani television dramas, focusing specifically on the Geo TV drama Uraan. In the postcolonial cultural environment, media narratives often reveal subtle forms of dominance, influence, and ideological control that resemble the structures of neo imperial power. This study examines how social hierarchy, institutional authority, economic pressure, and cultural dominance are portrayed in the drama and how these elements reflect patterns of power associated with neo-imperial discourse.

Using qualitative textual analysis, the article analyzes important scenes, dialogues, and character portrayals in Uraan to understand how the drama presents relationships between power, social mobility, and structural control. The theoretical framework of the study is informed by discussions of neo-imperialism, particularly the perspectives associated with scholars such as Kwame Nkrumah, who argued that modern imperial influence often operates indirectly through political, economic, and cultural systems rather than direct colonial rule.

The study argues that Uraan functions not only as entertainment but also as a cultural text that reflects deeper ideological patterns in which powerful institutions and elite structures shape the lives, aspirations, and opportunities of individuals. By placing the drama within the broader context of Pakistani television narratives, this article highlights how popular media can reproduce neo-imperial patterns of authority while simultaneously shaping public perceptions of power, identity, and social progress. The research therefore contributes to media and cultural studies by demonstrating that television drama provides an important space for examining contemporary manifestations of neo-imperial influence in society.

Keywords: Neo-imperialism, Pakistani Television Drama, Geo TV, Uraan, Media Representation, Cultural Power, Postcolonial Discourse, Ideology, Social Hierarchy, Critical Media Studies.

نو استعماریت استعمار کی وہ جدید شکل ہے جس میں ریاستیں بظاہر آزاد ہوتی ہیں مگر سیاسی، معاشی اور فکری طور پر بیرونی طاقتوں کے زیرِ اثر رہتی ہیں۔ یہ بالواسطہ غلبہ زیادہ تر کمزور ریاستی ڈھانچوں اور غیر مؤثر سول سوسائٹی کے ذریعے قائم کیا جاتا ہے۔ نو آبادیاتی طاقتیں جب کسی خطے کو اپنی کالونی بناتی ہیں تو وہاں موجود طرزِ زندگی، سماجی نظام اور فکری ڈھانچے کو بنیادی طور پر بدل دیتی ہیں۔ برطانوی استعمار نے بھی ہندوستان میں محض قدرتی وسائل اور معاشی ذرائع ہی پر قبضہ نہیں کیا بلکہ اس کے سماجی اور تہذیبی نظام کو اس طرح مسخ کیا کہ آزادی کے کئی عشرے گزر جانے کے باوجود ہم اسے مکمل طور پر نو آبادیاتی اثرات سے آزاد نہیں کر سکے۔ ناصر عباس نیئر کے بقول ”نو آبادیاتی عہد میں محکوم ملکوں کی تاریخ کو مسخ کرنے کے لئے آئیڈیالوجیکل طریقے اختیار کئے گئے۔ مگر ان کا اثر وہی ہوا جو نفسی تشدد کے نتیجے میں کسی شخص کے حافظے پر ہوتا ہے اور وہ واقعات کو الگ الگ دیکھنے کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔“[1]

استعماری حکمتِ عملی کے تحت مقامی زبانوں کو پس منظر میں دھکیل دیا گیا اور ان کی جگہ ایک غیر ملکی زبان کو نافذ کیا گیا، جو دراصل نو آبادکاروں کے سیاسی اور فکری مفادات کی نمائندہ تھی۔ تعلیمی اداروں، بالخصوص جامعات میں، انگریز اساتذہ نے نہ صرف انگریزی زبان کی ترویج کی بلکہ مقامی زبانوں کی علمی حیثیت کو بھی مشکوک بنا

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

دیا۔ یہ تاثر عام کیا گیا کہ ہندوستانی زبانیں جدید علوم کی تخلیق اور ترسیل کی صلاحیت نہیں رکھتیں۔ یوں زبان کے ذریعے فکری غلامی کو مستحکم کیا گیا، جس کے اثرات آج تک ہمارے تعلیمی اور سماجی نظام میں محسوس کیے جاسکتے ہیں۔

نو استعماریت کو سامراج کی سب سے خطرناک اور پیچیدہ شکل کہا جاسکتا ہے، کیونکہ یہ براہِ راست قبضے کے بجائے بالواسطہ طاقت کے ذریعے عمل میں آتی ہے۔ یہ نظام خاص طور پر ان معاشروں کو متاثر کرتا ہے جو بظاہر آزاد ہوتے ہیں، مگر عملاً سیاسی دباؤ، معاشی انحصار اور سماجی بے بسی میں جکڑے ہوتے ہیں۔ نو استعماریت دراصل ایسی طاقت کا نام ہے جو ذمہ داری قبول کیے بغیر اختیار استعمال کرتی ہے، اور اس کے اثرات ان عوام کی روزمرہ زندگی میں کرب، بے یقینی اور محرومی کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔

روایتی استعمار کے دور میں سامراجی قوتیں کم از کم اپنے تسلط کے لیے اخلاقی، تہذیبی یا سیاسی جواز پیش کرتی تھیں اور اپنی پالیسیوں کا دفاع کھلے انداز میں کیا جاتا تھا۔ تاہم نو استعماریت میں یہ جواز بھی دھندلا جاتا ہے، کیونکہ طاقتور ممالک پس پردہ رہتے ہوئے ایسے طریقے اختیار کرتے ہیں جن کے ذریعے کمزور اور ترقی پذیر ممالک پر غیر محسوس انداز میں کنٹرول قائم رکھا جاتا ہے، اور کسی واضح ذمہ داری کا اعتراف بھی نہیں کیا جاتا۔ بقول اشرف کمال

”نو آبادیاتی صورت حال کے اختتام اور ملکوں کی آزادی کے باوجود غلامی اور نو آبادیاتی آثار ختم نہیں ہوئے۔ مابعد نو آبادیاتی دور میں اسی استحصال کی چکی میں پس رہے ہیں“۔ ۲

دوسری عالمی جنگ کے بعد پہلی مرتبہ نو استعماریت کی اصطلاح استعمال ہوئی۔ ابتدا میں اس سے مراد سابق نو آبادیوں کا اپنی پرانی استعماری طاقتوں پر مسلسل انحصار لیا جاتا تھا، مگر وقت کے ساتھ اس تصور کی وسعت واضح ہوتی چلی گئی۔ خاص طور پر ان خطوں میں جہاں براہِ راست غیر ملکی حکمرانی ختم ہو چکی تھی، وہاں بھی طاقتور ریاستیں مختلف سیاسی، معاشی اور سفارتی ذرائع کے ذریعے اپنا اثر برقرار رکھنے میں کامیاب رہیں۔ مثال کے طور پر لاطینی امریکہ میں انیسویں صدی کے اوائل میں غیر ملکی حکمرانی تو ختم ہو گئی، لیکن معاشی اور سیاسی انحصار کی نئی صورتیں جنم لیتی رہیں۔ بقول ڈاکٹر محمد آصف:

”دوسری جنگ عظیم کے ختم ہوتے ہی اتحادی طاقتوں نے امریکہ کی سربراہی میں بین الاقوامی معاشی نظام کو تسلیم کیا اس کے نتیجے میں ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف بنک جیسے اداروں کی تشکیل ہوئی چند سالوں کے اندر اندر آزاد دنیا کی معیشت کے گرد سیاسی و فوجی حصار باندھا گیا۔ کیمونزم کے خلاف سرد جنگ شروع ہوئی۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد امریکہ ایک قطبی طاقت بن کر سامنے آیا جس کا اتحادی یورپ تھا۔ اس طرح یہ نیا امپریلزم یا نیا نو آبادیاتی نظام وجود میں آیا۔“ ۳

آج نو استعماریت کو ایک منفی اور جابرانہ رجحان کے طور پر دیکھا جاتا ہے، جو عالمی سطح پر طاقت کے ارتکاز، معاشی اداروں کے دباؤ اور مالی نظام کے ذریعے پسماندہ ممالک کا استحصال کرتا ہے۔ بین الاقوامی مالیاتی ڈھانچے اور عالمی معاشی ادارے ایسی پالیسیاں نافذ کرواتے ہیں جن کا فائدہ طاقتور معیشتوں کو جبکہ نقصان کمزور ریاستوں کو پہنچتا ہے۔ نو آبادیات دراصل عالمی سرمایہ دارانہ نظام کو مزید مضبوط کرتی ہے اور اسے نظریاتی، عملی اور اطلاقی جواز فراہم کرتی ہے۔ اس عمل میں بڑی کارپوریشنز، کثیر القومی کمپنیاں اور بعض غیر سرکاری تنظیمیں بظاہر فلاحی یا ترقیاتی کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں، مگر حقیقت میں یہ سرمایہ دارانہ مفادات کے تحفظ اور مقامی وسائل کے استحصال کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔ اس کے نتیجے میں کمزور ممالک پر بالواسطہ حکمرانی قائم کی جاتی ہے اور ان کی خود مختاری محدود ہو جاتی ہے۔

تاریخی طور پر نو استعماریت کا تصور سب سے پہلے یورپی پالیسیوں کے تناظر میں سامنے آیا، جہاں افریقہ اور دیگر خطوں میں سیاسی آزادی کے باوجود معاشی کنٹرول برقرار رکھنے کی کوششیں کی گئیں۔ 1957 میں پیرس میں ہونے والا یورپی سربراہی اجلاس اسی سلسلے کی ایک نمایاں مثال تھا، جہاں یورپی ممالک نے مشترکہ تجارتی انتظامات کے ذریعے اپنے بیرونی علاقوں کو معاشی طور پر یورپ سے وابستہ رکھنے پر اتفاق کیا۔ ناقدین کے نزدیک یہ عمل فرانسیسی زیر تسلط افریقہ اور اٹلی، بیلجیم اور نیدرلینڈز کی سابق نو آبادیوں میں اقتصادی تسلسل کی ایک نئی شکل تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ نو استعماریت کے مطالعے میں فکری گہرائی پیدا ہوئی اور یہ بات واضح ہوتی گئی کہ سابق استعماری طاقتیں ترقی پذیر ممالک کو دانستہ طور پر ترقی کے راستے میں رکاوٹوں میں الجھائے رکھتی ہیں، تاکہ انہیں سستے خام مال اور ارزاں مزدوری کے مستقل ذرائع کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔ سرد جنگ کے دوران یہ رجحان خاص طور پر نمایاں ہوا، جب عالمی طاقتوں نے نظریاتی کشمکش کے نام پر مختلف خطوں میں مداخلت کی۔ اس تناظر میں

بعض پالیسیوں کے تحت کمزور ریاستوں کو مالی امداد، فوجی تعاون یا سیاسی حمایت کی پیشکش کی گئی، مگر اس کے پس منظر میں اپنے مفادات کا تحفظ اور اثر و رسوخ کا فروغ شامل تھا۔

"توسیع پسند طاقتوں نے نو آزاد ملکوں پر بالواسطہ سیاسی و اقتصادی تسلط جمانے کے لیے نئے طریقے اپنائے ہیں۔ استعمارِ نو یا نیو کالونیل ازم سے مراد استعمار کی بالواسطہ اور نئی شکلیں ہیں۔ نو آبادیاتی نظام کے خاتمے کے باوجود سامراجی طاقتیں ایشیا و افریقہ اور لاطینی امریکا کے پسماندہ ملکوں کو سیاسی اور اقتصادی اعتبار سے اپنے زیرِ اثر رکھنا چاہتی ہیں۔ استعمارِ نو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے طرح طرح کے سیاسی ذرائع استعمال کرتا ہے۔"[۴]

نو آزاد ممالک سیاسی خود مختاری حاصل کرنے کے باوجود عملی طور پر مکمل آزاد نہیں ہو سکے۔ ان ممالک میں طاقتور ریاستیں اور عالمی سرمایہ دارانہ نظام بالواسطہ سیاسی، معاشی اور ثقافتی ذرائع سے اپنا اثر و رسوخ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ یہی صورتِ حال نو استعماریت کہلاتی ہے۔ جس میں براہِ راست قبضے کے بجائے ذہنی، فکری اور معاشی غلبہ قائم کیا جاتا ہے۔ عصرِ حاضر میں یہ بالادستی صرف ریاستی پالیسیوں یا عالمی اداروں تک محدود نہیں رہی بلکہ ابلاغی اور ثقافتی ذرائع، خصوصاً میڈیا، اس کا ایک مؤثر ہتھیار بن چکے ہیں۔ آزاد ممالک میں ٹیلی وژن ڈرامے سماجی شعور کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتے ہیں، جہاں مخصوص طرزِ زندگی، اقدار اور ترجیحات کو معمول اور مثالی بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس تناظر میں جیو ٹی وی کے ڈرامے محض تفریح نہیں بلکہ ایسے بیانیوں کی ترسیل کا ذریعہ بھی ہیں جو سرمایہ دارانہ سوچ، طبقاتی تفاوت اور مغرب نواز ثقافت کو فروغ دیتے ہیں۔ یوں یہ ڈرامے نو استعماریت کے اُس اثر کی نمائندگی کرتے ہیں جس کے ذریعے نو آزاد معاشروں کے اذہان اور اقدار کو بالواسطہ طور پر زیرِ اثر لایا جاتا ہے۔

جیو ڈراموں کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ڈرامے آزاد معاشروں میں نو استعماریت کے ثقافتی اور فکری پہلوؤں کو نہایت خاموشی مگر مؤثر انداز میں تقویت دیتے ہیں۔ جیو ٹی وی کے زیادہ تر ڈراموں میں کہانی کا مرکزی محور شہری متوسط اور بالائی طبقہ ہوتا ہے، جہاں مہنگا طرزِ زندگی، بڑے مکانات، جدید لباس اور صارفیت کو کامیابی اور خوش حالی کی علامت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ اس طرح ناظر کے ذہن میں ترقی کا ایک ایسا تصور قائم ہوتا ہے جو مقامی سماجی حقائق اور معاشی ناہمواری سے مطابقت نہیں رکھتا۔ مزید یہ کہ جیو ڈراموں میں مغربی یا مغرب زدہ اقدار کو جدیدیت کے مترادف دکھایا جاتا ہے، جبکہ مقامی ثقافت، روایتی خاندانی ڈھانچے اور اجتماعی اقدار کو قدامت پسندی یا پسماندگی کی علامت بنا کر پیش کیا جاتا ہے۔ یہ بیانیہ نو استعماریت کے اس مقصد سے ہم آہنگ ہے جس کے تحت نو آزاد اقوام کو فکری طور پر مغربی ماڈلز کا محتاج بنایا جاتا ہے، تاکہ وہ اپنی تہذیبی خود اعتمادی سے محروم ہو جائیں اسی طرح خواتین کے کرداروں کو بھی اس انداز میں پیش کیا جاتا ہے کہ ان کی آزادی اور خود مختاری کو مغربی طرزِ زندگی سے مشروط کر دیا جاتا ہے، جبکہ مقامی سماجی تناظر میں موجود حقیقی مسائل اور جدوجہد کو ثانوی حیثیت دی جاتی ہے۔ یہ رجحان بھی ثقافتی نو استعماریت کی ایک صورت ہے، جہاں صنفی بیانیہ عالمی غالب نظریات کے مطابق تشکیل دیا جاتا ہے۔

نو آزاد معاشروں میں میڈیا محض تفریح کا ذریعہ نہیں بلکہ سماجی شعور، فکری رجحانات اور ثقافتی اقدار کی تشکیل کا ایک اہم وسیلہ بھی بن چکا ہے۔ نو استعماریت کے نظریہ کے مطابق سامراجی طاقتیں براہِ راست سیاسی قبضے کے بجائے ثقافتی، معاشی اور فکری ذرائع کے ذریعے اپنا اثر قائم رکھتی ہیں۔ کوامی نکرمی کے مطابق:

"Neo-colonialism is the worst form of imperialism because it means power without responsibility and exploitation without redress."[۵]

اسی تناظر میں ٹیلی وژن ڈرامے ایک ایسا ثقافتی متن بن جاتے ہیں جن کے ذریعے معاشرتی اقدار اور طاقت کے ڈھانچے کی عکاسی ہوتی ہے۔ پاکستان میں نجی ٹیلی وژن چینلز کے ڈرامے، خصوصاً جیو انٹرٹینمنٹ پر نشر ہونے والی ڈرامہ سیریلز، معاشرتی بیانیوں کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔ انہی ڈراموں میں سے ایک اہم ڈرامہ اڑان ہے جس میں جدید معاشرتی زندگی، طبقاتی کشمکش اور مادّی خواہشات کو مرکزی موضوع بنایا گیا ہے۔ ڈرامہ اڑان بنیادی طور پر تین بہن بھائیوں—ملکہ، عقیل اور مناہل—کی زندگی کے گرد گھومتا ہے، جن کے خواب، خواہشات اور اخلاقی فیصلے مختلف سماجی رویوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کہانی میں خاص طور پر ملکہ کا کردار ایک ایسے فرد کی علامت بن جاتا ہے جو غربت اور محرومی سے نکل کر معاشی کامیابی حاصل کرنے کے لیے ہر ممکن راستہ اختیار کرنا چاہتا ہے۔ یہاں دولت اور سماجی رتبے کو کامیابی کا بنیادی معیار بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ نو استعماریت کے نظریہ دانوں کے مطابق عالمی سرمایہ دارانہ نظام نو آزاد معاشروں میں اسی قسم کی ذہنیت پیدا کرتا ہے جس میں فرد کی کامیابی کو

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

اس کی معاشی حیثیت سے جوڑا جاتا ہے۔ اس طرح ڈرامہ ایک ایسے سماجی تصور کو تقویت دیتا ہے جس میں مادّی ترقی کو زندگی کا بنیادی مقصد سمجھا جاتا ہے۔ ڈرامے میں طبقاتی تفاوت بھی نمایاں طور پر دکھایا گیا ہے۔ مختلف کرداروں کی زندگیوں کے ذریعے یہ واضح کیا جاتا ہے کہ معاشی ناہمواری کس طرح سماجی تعلقات اور انسانی رویوں کو متاثر کرتی ہے۔ ملکہ اور عقیل جیسے کردار جلد دولت حاصل کرنے کے لیے غیر اخلاقی راستے اختیار کرتے ہیں جبکہ مناہل کا کردار دیانت اور محنت کی علامت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ ایک منظر میں ملکہ امیر طبقے کی زندگی کو دیکھ کر کہتی ہے:

" غریب آدمی کے خواب بھی غریب ہوتے ہیں، میں اپنی زندگی ایسے نہیں گزار سکتی۔ مجھے بڑا بننا ہے "٦

ڈرامہ اڑان میں ملکہ کا کردار ایک ایسے فرد کی نمائندگی کرتا ہے جو معاشی محرومی اور سماجی دباؤ کے باعث دولت اور سماجی حیثیت کو اپنی زندگی کا بنیادی مقصد بنا لیتی ہے۔ ایک منظر میں جب وہ معاشرے میں عزت اور وقار کے معیار پر گفتگو کرتی ہے تو وہ یہ واضح کرتی ہے کہ موجودہ سماجی نظام میں انسان کی قدر کا تعین اس کے کردار یا اخلاقی اوصاف سے زیادہ اس کی معاشی حیثیت سے کیا جاتا ہے۔ اسی تناظر میں وہ کہتی ہے

"اس دنیا میں عزت بھی اسی کو ملتی ہے جس کے پاس پیسہ ہو۔ "٧

نو استعماریت کے نظریہ کے مطابق عالمی معاشی ڈھانچہ مقامی معاشروں میں ایسی طبقاتی تقسیم کو برقرار رکھتا ہے جس کے نتیجے میں ایک محدود اشرافیہ طاقت اور وسائل پر قابض رہتی ہے جبکہ باقی افراد معاشی جدوجہد میں مصروف رہتے ہیں۔ ایڈورڈ سعید کے بقول

"استعمار کے بعد بھی طاقت کے ڈھانچے ثقافتی بیانیوں کے ذریعے برقرار رہتے ہیں اور میڈیا ان بیانیوں کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کرتا ہے "٨

اس کے علاوہ ڈرامے میں صارفیت کی ثقافت بھی واضح طور پر نظر آتی ہے۔ ملکہ کا کردار پر تعیش طرزِ زندگی، مہنگے لباس اور سماجی حیثیت کے حصول کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتا ہے۔ وہ کہتی ہے

"میں بھی وہ زندگی چاہتی ہوں جس میں خوبصورت گھر، گاڑی اور ہر آسائش ہو۔ "9

یہ رویہ اس ثقافتی تبدیلی کی نمائندگی کرتا ہے جس میں انسان اپنی شناخت کو مادی اشیاء اور معاشی حیثیت سے جوڑنے لگتا ہے۔ نو استعماریت کے نظریہ دانوں کے مطابق میڈیا اور ثقافتی صنعت ایسی خواہشات کو فروغ دیتے ہیں جو سرمایہ دارانہ نظام کو مضبوط بناتی ہیں۔ جب ڈراموں میں دولت اور عیش و آرام کو کامیابی کی علامت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے تو ناظرین کے ذہن میں بھی یہی تصور راسخ ہونے لگتا ہے۔ ڈرامے میں بعض کرداروں کے ذریعے یہ دکھایا گیا ہے کہ معاشی کامیابی کے لیے اخلاقی اصولوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے عقیل اپنے قریبی ساتھی یا دوست سے گفتگو کر رہا ہوتا ہے۔ گفتگو کا پس منظر یہ ہے کہ اسے کاروبار یا ملازمت کے میدان میں ایک ایسا موقع ملتا ہے جس کے ذریعے وہ جلدی ترقی کر سکتا ہے، لیکن اس موقع کو حاصل کرنے کے لیے اسے کچھ اخلاقی اصولوں یا روایتی اقدار کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ اس موقع پر اس کا ساتھی یا ہم گفتگو فرد اس بات پر تذبذب کا اظہار کرتا ہے کہ کیا کامیابی کے لیے اصولوں سے سمجھوتہ کرنا درست ہے۔ عقیل اس تذبذب کو رد کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کرتا ہے کہ عملی دنیا میں کامیابی صرف انہی لوگوں کو ملتی ہے جو مواقع سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اصولوں کی سختی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اسی گفتگو کے دوران وہ یہ جملہ کہتا ہے کہ

"اگر آگے بڑھنا ہے تو موقع ہاتھ سے نہیں جانے دینا چاہیے، چاہے کچھ اصول ہی کیوں نہ توڑنے پڑیں۔ "١٠

ڈرامہ اڑان میں اخلاقی بحران کا پہلو بھی نمایاں ہے۔ کہانی میں کئی مقامات پر لالچ، دھوکہ دہی اور مفاد پرستی جیسے رویے سامنے آتے ہیں۔ یہ صورتحال اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ معاشرے میں اخلاقی اقدار کمزور ہو رہی ہیں اور مادّی مفادات کو زیادہ اہمیت دی جا رہی ہے۔ نو استعماریت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ اخلاقی بحران اس ثقافتی تبدیلی کا نتیجہ ہے جو عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے اثر سے پیدا ہوتی ہے۔ جب معاشرتی اقدار کا مرکز دولت اور طاقت بن جائیں تو انسانی تعلقات بھی مفاد پرستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر ڈرامہ اڑان کو ایک ایسے ثقافتی متن کے طور پر دیکھا جا سکتا ہے جس میں نو استعماریت کے کئی عناصر موجود ہیں۔ سرمایہ دارانہ ذہنیت، طبقاتی تفاوت، صارفیت اور اخلاقی بحران جیسے پہلو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ جدید میڈیا صرف تفریح فراہم نہیں کرتا بلکہ سماجی اور فکری تصورات کی تشکیل میں بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اس تناظر میں جیو کے ڈرامے نو آزاد معاشروں میں نو استعماریت کے ثقافتی اثرات کو سمجھنے کے لیے اہم مطالعہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ ناصر اقبال نیر، مابعد نو آبادیات، اردو ادب کے تناظر میں، اکسفورڈ یونی ورسٹی پریس، کراچی، ۲۰۱۳، ص ۱۰

۲۔ ناصر عباس نیر، ثقافتی شناخت اور استعماری اجارہ داری، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، ۲۰۱۴، ص ۱۳

۳۔ محمد آسف ڈاکٹر، اقبال اور نیا نو آبادیاتی نظام، فکشن ہاوس لاہور، ۲۰۱۹، ص ۳۴

4.https://dunya.com.pk/index.php/special-feature/2018-06-08/21626

5.Nkrumah, K. (1965). *Neo-colonialism: The last stage of imperialism*. London: Thomas Nelson & Sons.(p. xi)

.٦۔ جہانزیب قمر (مصنف)، شکیلہ خان (ہدایتکار)، اور عبد اللہ کدوانی و اسد قریشی (پروڈیوسر).(2020). اڑان [ٹی وی سیریز]. سیونتھ سکائی انٹر ٹیینمنٹ، قسط ۳

۷۔ ایضا، قسط نمبر ۵

8. Said, E. W. (1993). *Culture and imperialism*. Alfred A. Knopf.

۹۔ جہانزیب قمر، شکیلہ خان، کدوانی، & قریشی، 2021، قسط ۱۰

۱۰۔ ایضا، قسط ۱۱